مولانا عبید اللہ عفیف

الاستفتاء

جناب مفتی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ محمد صفدر ولد محمد بشیر نے ۴ راپریل ۱۹۸۱ء کو اپنی بیوی کو بیک وقت تین دفعہ طلاق طلاق طلاق لکھ کر بھیج دی ہے۔ اس کے بعد وہ آج سے دوبارہ رجوع کرنے کا خواہشمند ہے۔ جبکہ طلاق کو عرصہ ایک ماہ ۱۶ دن گزر چکے ہیں۔ اب اس کے بارے میں قرآن وحدیث کی روشنی میں فتویٰ دے کر مشکور فرمائیں۔ والسلام

(سائل قمرالدین۔ ۲۶ نکلسن روڈ، منوہر سٹریٹ لاہور)

الجواب بعون الوہاب ومنہ الصدق والصواب۔

بشرطِ صحت اظہار و بشرطِ صحت سوال واضح ہو کہ یکجائی تین طلاقیں ایک رجعی طلاق ہوتی ہے۔ اگرچہ اس مسئلے میں اختلاف پایا جاتا ہے: تاہم قرآن وحدیث کی نصوص صریحہ صحیحہ مرفوعہ متصلہ کے پیش نظر یہی صحیح ہے کہ مجلسِ واحد کی اکٹھی تین طلاقیں شفاہی ہوں یا تحریری شرعاً ایک رجعی طلاق ہوتی ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے:

الطلاق مرتان فامساک بمعروفٍ او تسریح باحسان (سورہ بقرہ ۲۲۹)

یعنی طلاق رجعی کے بعد خاوند رجوع کر سکتا ہے) دوبار ہے پھر دو طلاقوں کے بعد یا تو دستور کے موافق اپنی بیوی اپنے ہاں آباد رکھے یا اچھی طرح سے رخصت کر دے۔"

یعنی طلاق مرۃً بعد مرۃٍ دینی چاہیئے اور صحیح مسلم میں ہے۔

حدثنا عبد الرزاق حدثنا معمر عن ابن طاؤس عن ابیہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال کان الطلاق علی عہد رسول اللہ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم وابی بکر وسنتین من خلافۃ عمر بن الخطاب طلاق الثلاث واحدۃ۔ صحیح مسلم ص۴۷۷ ج۱۔ ومسند احمد بن حنبل مع تعلیقات احمد شاکر المصری ص۳۱۴ ج۴۔ ونیل الاوطار ص۲۵۸ ج۶

یعنی حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا بیان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے عہد سے لے کر حضرت عمر فاروقؓ کی خلافت کے ابتدائی دو سال تک یکبارگی تین طلاقیں ایک رجعی طلاق متصور ہوتی تھی۔

(۲) عن ابن عباسٍ قال طلق رکانۃؓ بن عبد یزید اخو بنی عبد المطلب امرأتہ ثلاثاً فی مجلس واحدٍ فحزن علیہا حزناً شدیداً قال: فسألہ رسول اللہ کیف طلقتہا؟ قال طلقتہا ثلاثاً۔ فقال فی مجلس واحدٍ؟ قال نعم۔ قال فانما تلک واحدۃٌ فارجعہا ان شئت قال فرجعہا۔ قال احمد شاکر المصری اسنادہ صحیح ورواہ الضیاء فی المختارۃ کما نقلہ ابن القیم فی اغاثۃ اللہفان ورواہ ابو یعلیٰ کما ذکرہ الشوکانی ص۲۶۱ و ص۲۶۲ ج۶ ورواہ البیہقی کما فی الدر المنثور وھذا الحدیث عندی اصل جلیل من اصول التخریج۔ مسند احمد بن حنبل مع تعلیقات احمد شاکر ص۱۲۳ ج۴

یعنی حضرت رکانہؓ ایک ہی مجلس میں اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے بیٹھے۔ بعد ازاں اس پر بہت غمگین ہوئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تو ایک طلاق ہوئی ہے تم چاہو تو رجوع کر سکتے ہو۔ تو حضرت رکانہ نے اپنی بیوی سے رجوع کر لیا۔"

شیخ الاسلام حافظ ابن حجر اس حدیث کی تفسیر میں یوں رقمطراز ہیں:

وھذا الحدیث نص فی المسئلۃ لا یقبل التاویل الذی فی غیرہ من روایات الآتی ذکرھا۔ فتح الباری شرح صحیح بخاری ص۳۱۶ ج۹ طبع بیروت۔

کہ یہ حدیث صحیح اس مسئلہ میں نص صریح ہے۔ اور اس میں کسی تاویل کی گنجائش ہرگز نہیں

امام محمد بن علی شوکانی لکھتے ہیں:

وھذا الحدیث نص فی محل النزاع۔ نیل الاوطار ص۲۶۱ ج۶

یعنی یہ صحیح حدیث اس مسئلہ میں قولِ فیصل کی حیثیت رکھتی ہے۔

بہر حال حضرت ابو موسیٰ، حضرت علی رض (ایک روایت کے مطابق) حضرت عبداللہ بن عباس رض، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت زبیر رضی اللہ عنہم طاؤس، عطا، جابر بن زید، ہادی، قاسم، باقر، ناصر، امام ابن تیمیہ، امام ابن قیم اور دوسرے محققین کا یہی مذہب ہے کہ مجلس واحد کی اکٹھی تین طلاقیں ایک رجعی طلاق واقع ہوتی ہے۔ نیل الاوطار ص۲۶۰ ج ۵۔

علامہ ابوالحسنات عبدالحی حنفی لکھنوی لکھتے ہیں۔

القول الثانی انہ اذا طلق ثلاثاً تقع واحدة رجعية وهذا هو المنقول عن بعض الصحابة وبه قال داؤد الظاهری واتباعه وهو احد القولين لمالك وبعض اصحاب احمد وانتصر لهذا المذهب ابن تيميه الحنبلی فی تصانيفه وتلميذه (ابن القيم) فی كتابه زاد المعاد واغاثة اللهفان، عمدة الرعاية حاشيه، شرح وقايه ص۷۱ كتاب الطلاق ربع ثانی۔

میں کہتا ہوں کہ امام ابوحنیفہ کا بھی ایک قول یہی ہے کہ مجلس واحد کی تین طلاقیں ایک رجعی طلاق واقع ہوتی ہے۔ چنانچہ امام شمس الحق العظیم آبادی لکھتے ہیں

وحكاه عن محمد بن مقاتل الرازی من اصحاب ابی حنيفه وهو احد القولين فی مذهب ابی حنيفه۔ التعليق المغنی على سنن الدارقطنی ص۴۸۷ ج ۴ طبع ملتان

اور فتاویٰ شناثیہ جلد ۲ کے مطابق ایک ہزار سے زائد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا بھی یہی مذہب ہے۔ بہر حال مجلس واحد کی تین طلاقیں ایک رجعی طلاق واقع ہوتی ہے۔ اور رجعی طلاق میں اندر عدت رجوع جائز ہوتا ہے۔ بحکم وَبُعُولَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِي ذَالِكَ اِنْ اَرَادُوٓا اِصْلَاحًا بقرہ ۲۲۸ واذا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ اوسرحوهن بمعروف ولا تمسكوهن ضراراً لتعتدوا بقرہ ۲۳۱۔ اور اگر عدت گزر جائے یعنی طلاق کے بعد تیسرا حیض ختم ہو جائے تو عدت ختم ہو چکی اور نکاح ٹوٹ چکا ہے۔ ہاں ایسی صورت میں بلاکسی حلالہ وغیرہ نکاح ثانی شرعاً جائز ہوتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے: و اذا طلقتم النساء فبلغن اجلهن فلا تعضلوهن ان ينكحن ازواجهن اذا تراضوا بينهم بالمعروف بقرہ ۲۳۲ (یعنی جب تم عورتوں کو طلاق دو پھر ان کی عدت (تین حیض یا تین ماہ یا وضع حمل) گزر جائے تو ان کو (اگلے) خاوندوں کے ساتھ نکاح کر لینے سے مت روکو۔ اگر دستور کے موافق

رضامندی ہوجائے ۔

حضرت معقل بن یسار کہتے ہیں کہ یہ آیت ہمارے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ واقعہ یوں ہوا کہ میری بہن کو اس کے خاوند ابوالبداح نے ایک طلاق دے دی اور رجوع نہ کیا حتیٰ کہ عدت گزر گئی ۔پھر دونوں نے باہمی رضامندی سے دوبارہ نکاح کرنا چاہا۔ جب وہ میرے پاس پیغام لے کر آیا تو میں نے اسے سخت گرم سست کہا اور قسم کھائی کہ اب تم دونوں کا نکاح نہ ہونے دونگا ۔ اس پر اللہ تعالٰی نے یہ آیت نازل فرمائی۔ لہٰذا میں نے نکاح کی اجازت دے دی اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کیا۔ صحیح بخاری ص ۶۴۹ جلد ۲ تفسیر سورہ بقرہ۔

فیصلہ

بشرط صحت سوال صورت مسئولہ میں دلائل مذکورہ بالا کے پیش نظر ایک رجعی طلاق واقع ہوتی ہے ۔اور طلاق چونکہ ۴ اپریل ۱۹۸۱ء کو دی گئی جیسا کہ سوال کی عبارت سے ظاہر ہے اور آج ۲۷ مئی ہے کہ آج طلاق کو ایک ماہ چوبیس دن ہو چکے ہیں۔ لہٰذا اگر ابھی تک تیسرا حیض ختم نہیں ہوا تو سابقہ نکاح بحالہٖ قائم رہا اور اس صورت میں بلا نکاح ثانی شرعاً رجوع جائز ہے ۔اور اگر تیسرا حیض ختم ہو چکا ہے تو دوبارہ نکاح پڑھ لیں ۔ حلالہ ایسی قبیح حرکت کی ضرورت نہیں ۔ اور یہ نکاح ان شاء اللہ شرعی اور صحیح ہوگا۔ مفتی کسی قانونی سقم کا ذمہ دار نہیں ہوگا۔

واللہ تعالٰی اعلم بالصواب ۔ لعل فیہ کفایۃ لمن لہٗ ادنی درایۃ